Majallah Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 36, Sr.No.101, 2015, pp 19 - 28

مجلہ تحقیق
مجلہ کلیہ علوم شرقیہ
جلد ۳۶، اکتوبر۔دسمبر ۲۰۱۵ء، شمارہ ۱۰۱

کشف المحجوب میں مقام رضا

☆ڈاکٹر افتخار احمد خان ☆☆ڈاکٹر غلام اکبر

Abstract:
Kashf ul Mahjub is taken as the basis source of Islamic Mysticism in Persian literature. In this book, Syed Ali Hujveri has described so many important issues related to Muslim society. In this article, an important part of Muslim personality has been discussed and evaluated.

Key words: Kashf ul Mahjub, Syed Ali Hujveri, Muslim personality, Analysis.

الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی الہ و صحبہ أجمعین. بسم اللہ الرحمن الرحیم .

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ﴾ (۱)

''اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا وہ اللہ سے راضی ہو گئے''

اسی طرح سورۃ فجر کی آیت نمبر ۲۷۔۔۔۳۰ میں ارشاد ربانی ہے۔

﴿یایتھا النفس المطمئنۃo ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ oفادخلی فی عبادیo وادخلی جنتی﴾

اے روح اطمینان والی! تو لوٹ اپنے رب کی طرف راضی ہونے والی پسندیدہ۔ پھر تو داخل ہو میرے بندوں میں اور میری جنت میں۔

☆ لیکچرر شعبہ عربی جی سی یونیورسٹی فیصل آباد

☆☆ اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ فارسی جی سی یونیورسٹی فیصل آباد

تصوف ایک روشنی ہے اور روشنی بھی ایسی جو ہفت رنگ ہو، انہی کی جھلک مختلف شکلوں میں ملتی ہے سب سے واضح اور منور تو وہ ہے جس کے سوتے قرآن سے پھوٹتے ہیں پھر وہ جن کا ہالہ رسول کریمؐ کی ذات اقدس ہے اور اسی طرح تصوف تلاش احسن کی ہمہ گیر تحریک کا نام بھی ہے جس کا مقصد عملی اور پر امن انداز میں عشق مصطفیٰ ﷺ کے درس کو نہ صرف لوگوں تک پہنچانا بلکہ ان کو دوسروں کا ہادی و رہنما بنانا تا کہ آخرت میں فلاح و کامیابی اور رضائے الٰہی کا حصول ممکن ہو۔

اس راہ سلوک کے نامور شہسوار جنھوں نے عشق مصطفیٰ ﷺ کی شمع کو لوگوں کے دلوں میں فروزاں کیا، ان میں ایک عظیم ہستی سید ھجویر رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔ اسی طرف علامہ اقبالؒ اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: (۲)

سید ہجویر مخدوم امم — خاک پنجاب از دم او زندہ گشت
مرقد او پیر سنجر را حرم — صبح ما از مہر او تابندہ گشت

آپؒ قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین اور سند الواصلین ہیں آپؒ کا وجود سعید خطہء پنجاب کے لئے مرکز مہر و وفا ہے آپؒ کی ظاہری حیات طیبہ بھی اس خطہ کے لوگوں کے لئے سراپاءِ رحمت تھی اور آپؒ کی باطنی حیات بھی لوگوں کے لئے روحانی فیوض و برکات کے حصول کا ذریعہ ہے آپؒ امت کے اکابر اولیاء کرام میں سے ہیں آپؒ کی شہرہ آفاق تصنیف کشف المحجوب اُمہات کتب تصوف میں سے ایک ہے اور آپؒ کے کمالات کا عکس جمیل بھی ہے جو تکلف اور تصنع سے بری ہے انداز بیاں ایسا کہ معانی و مفاہیم کے سمجھنے میں کہیں بھی دقت پیدا نہیں ہوتی۔ اس کتاب جمیل کے بنیادی موضوعات میں سے اثبات علم، فقر و غنا، تصوف، خرقہ پوشی، فقر و صفوت، ملامت، پیش رو ائمہ، صحابہ کرامؓ ائمہ تابعین، تبع تابعین، وصوفیائے متاخرین، مشائخ متاخرین، صوفیا کے مختلف مکاتب و مذاہب، راہ سلوک کے مقامات مختلفہ، صحبت اور متعلقات صحبت، آداب نکاح، تجرد، سماع اور اس کے متعلقات اور توبہ قابل ذکر ہیں۔ مؤخر الذکر جو کہ سالکان راہ حق کا پہلا مقام ہے اور رضا ایک ایسی منزل ہے جس کے اوپر کوئی منزل نہیں یہی رضا و تسلیم موضوع گفتگو ہے اس کا ذکر شیخ ھجویر رحمۃ اللہ علیہ نے کشف المحجوب کے چودھویں باب اُھل طریقت کے مذاہب اور ان میں

امتیازی فرق میں کیا ہے۔(۳) یہ ایک ایسا موضوع ہے جو صوفیا اور مشائخ کے مابین مختلف فیہ ہے یہی وجہ ہے کہ آپؒ نے گفتگو کا آغاز ہی ان کلمات سے فرمایا:

''اھل طریقت کے بارہ مذاہب ہیں جن میں سے دو مردود اور دس مقبول ہیں ان دسوں کے معاملات اور طریقت کے سلوک درست وعمدہ ہیں۔ مشاھدات میں ان کے آداب لطیف و دقیق ہیں۔ اگرچہ باہم معاملات و مجاھدات اور ان کی ریاضتوں میں اختلاف ہے تاھم توحید اور شریعت کے اصولوں وفروع میں سب متفق ہیں۔۔۔

گفتگو کے آغاز میں ہی یہ جان لینا نہ صرف درست بلکہ بہت ہی موزوں اور مناسب ہے کہ رضا ہے کیا؟ اس کا خلفیہ و پس منظر کیا ہے؟ تا کہ قضیہ سمجھنے میں ممدومعاون ثابت ہو۔ لفظ رضا کا مادہ رض ی ہے اس حوالہ سے ابن فارس اپنی مشہور معجم و قاموس'' مقاییس اللغۃ'' میں رقمطراز ہیں:

(رضی) هذه المادة تدل علی خلاف السخط تقول رضي يرضيَ رضيً وهو راضٍ(۴)

(رضي) کا مادہ عدم سخت یعنی ناراض نہ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔اسی سے کہتے ہیں رضی یرضی اور رضا مصدر ہے جبکہ راض اسم فاعل ہے یعنی راضی ہونے والا رضا پر کتاب وسنت ناطق اور اس پر امت کا اجماع ثابت ہے اسی لئے شیخ علی ہجویریؒ نے حقیقت رضا کی توضیح کے لئے قرآن و سنت سے استدلال کیا ہے وہ یہ ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿رضی الله عنهم و رضوا عنه﴾(۵)

اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے اور وہ اس سے راضی ہیں۔

اسی طرح اور ارشاد ربانی ہے:

﴿لقد رضی الله عن المؤمنین اذیبایعونک تحت الشجرة﴾ (۶)

''بے شک اللہ راضی ہوا مؤمنین سے، جب کہ انھوں نے تجھ سے بیعت کی شجر کے نیچے''

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

﴿ذاق طعم الایمان من رضی بالله رباً﴾ (۷)

اس نے ایمان کا ذائقہ پالیا جو اللہ کے رب ہونے پر راضی ہوگیا۔

حضور ﷺ اپنی دعا میں فرمایا کرتے تھے:

﴿أسئلک الرضاء بعد القضاء﴾ (۸)

اسی طرح احادیث میں وارد ہے کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہؑ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ:

" اللھم دلنی علی عمل اذاعملت رضیت عنی فقال اللہ تعالیٰ انک لا تطیق ذلک یا موسی فخر موسیٰ علیہ السلام ساجد ا متضرّعا فأوحی اللہ الیہ یا ابن عمرانِ ان رضائی فی رضا ئک لقضائی" (۹)

''اے میرے رب مجھے ایسا عمل بتا جس پر میں عمل کروں تو مجھے تیری رضا حاصل ہو جائے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ یہ بات تمہاری قوت برداشت سے باہر ہے یہ سن کر حضرت موسیٰ روتے ہوئے سجدے میں گر پڑے تو اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی: اے فرزند عمران میری رضا تو تمہارے اندر ہے تم کو چاہیے کہ قضا پر راضی ہو''

(یعنی جب بندہ اللہ تعالیٰ کی قضا پر راضی رہے گا تو تو یہ اس کی دلیل ہے کہ حق تعالیٰ اس سے راضی ہے)

وجہ ءاختلاف رضا کا پس منظر:

فرقہ ءمحاسبیہ کی نسبت وعقیدت حضرت ابوعبداللہ محاسبیؒ سے ہے آپؒ اپنے زمانے میں مقبول النفس اور قاطع النفس تھے آپ کے تمام ظاہری و باطنی معاملات صحیح و درست تھے آپ کے مذہب کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ رضائے الٰہی کو مقامات کے قبیل سے نہیں مانتے تھے بلکہ ازقسم احوال طریقت سمجھتے تھے۔ طریقت میں یہ پہلا اختلاف ہے جو ان سے واقع ہوا اس پر علماء خراسان و عراق نے گرفت و مؤاخذہ کیا ان کا کہنا ہے کہ رضا طریقت کے ایک مقام کا نام ہے جو توکل کی آخری منزل ہے یہ اختلاف آج تک علماء و مشائخ کے درمیان موجود و برقرار ہے اسی کی توضیح وتصریح میں شیخ علی ہجویریؒ نے یہ باب باندھا اور بہت ہے دقیق وجہ ءاختلاف کو صراحت کے ساتھ بیان فرمایا۔ (۱۰)

صورت رضا اوران کی حقیقت:

سید علی ہجویریؒ نے رضا کی دو صورتیں اور اقسام بیان کی ہیں۔

پہلی صورت وقسم: بندے کا اللہ سے راضی ہونا۔ اللہ کا بندے سے راضی ہونے کی حقیقت یہ ہے کہ وہ بندے کو ثواب ونعمت اور کرامت سے نوازے اور بندے کا اللہ سے راضی ہونے کی حقیقت یہ ہے

کہ اس کے فرمان پر عمل کرے اور اس کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کر دے اور خدا کے معاملات میں چوں وچرا نہ کرے اس لئے کہ رضائے بندہ، رضائے خدا پر موقوف ہے اسی پر اس کا قیام ہونا چاہیے۔

جبکہ رضائی بندہ کیسا ہو اس کے اوصاف و خصائص کا ذکر کرتے ہوئے اس کا خلاصہ اس انداز میں بیان فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''منع وعطا کی دونوں حالتوں میں رضائی بندہ کا دل یکساں رہے اور جلال و جمال کے نظارے میں اس کا باطن مضبوط و مستحکم رہے خواہ اسے منع سے روک دیا جائے یا عطا میں آگے بڑھایا جائے ہر حالت میں اس کا قیام مساوی ہو خواہ آتش جلال میں جلے یا لطف و جمال کے نور سے منور ہو، اس کے دل میں جلنا اور منور ہونا یکساں ہو کیونکہ اس کا ظہور حق تعالیٰ کی طرف سے ہے اس کی جانب سے جو کچھ بھی آئے اچھا ہی ہوتا ہے اس کے بعد آپ نے امام حسن بن علیؓ کی رضائی بندہ کے حوالہ سے روایت نقل کی جس میں آپ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے بندے کیلئے جو اختیار فرمایا ہے بندہ خدا کی اختیار کردہ حالت کے سوا کسی اور حالت کی آرزو نہ کرے اللہ تعالیٰ بندے کے لئے جو پسند فرمائے بندہ اسی کو چاہے جب بندہ خدا کی رضا اور اختیار کو دیکھ لیتا ہے تو وہ اپنی مرضی و اختیار سے منہ موڑ کر ہر غم وفقر سے نجات پا جاتا ہے کیونکہ رضا بندے کو غفلت سے چھڑاتی ہے اور غموں کے پنجوں سے بچاتی ہے اور غیر کے اندیشے کو دل سے نکالتی اور تکلیفوں کی بندشوں سے نجات دیتی ہے کیونکہ رضا کی صفت ہی آزاد کرنا ہے'' (۱۱)

معاملات رضا کی حقیقت:

شیخ علی بن عثمان الہجویریؒ نے وجہ اختلاف رضا کا پس منظر، حقیقت رضا اور صورت رضا کی توضیح کے بعد معاملات رضا کی حقیقت پر سیر حاصل بحث کی ہے آپ فرماتے ہیں: معاملات رضا کی حقیقت بندے کی پسندیدگی ہے کہ وہ یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ تمام حالات کا دیکھنے والا باخبر ہے اور یہ بھی اعتقاد رکھے کہ منع وعطا اللہ تعالیٰ کے علم سے ہے اس قضیہ ومسئلہ میں صوفیہ کرام کے چار گروہ ہیں جن کی آپ نے توضیح فرمائی اور وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ پہلا گروہ وہ ہے جو خدا کی عطا پر راضی ہو یہ درجہء معرفت ہے۔

۲۔ دوسرا گروہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر راضی ہو یہ درجہء دنیا ہے۔

۳۔ تیسرا گروہ وہ ہے جو مصائب و ابتلا پر راضی ہو یہ درجہء محنت و مجاہدہ اور مختلف الانواع مشقیں ہیں۔

۴۔ چوتھا گروہ وہ ہے جو برگزیدگی اور اکتفا پر راضی ہو یہ درجہء محبت ہے۔

صوفیا کرام کے مذکورہ گروہوں کا ذکر کرنے کے بعد آپؒ نے اپنے نکتہء نظر کو مزید واضح کیا آپ فرماتے ہیں:

''وہ لوگ جو عطا کرنے والے کے جلوے اس کی عطا میں دیکھتے ہیں اور جان و دل سے قبول کرتے ہیں تو ان کا یہ قبول کرنا ان کے دل سے اس کی کلفت و مشقت کو دور کر دیتا ہے اور جو لوگ عطا کے ذریعے عطا کرنے والے کو دیکھتے ہیں وہ عطا ہی میں رہ جاتے ہیں وہ تکلف سے رضا کی راہ پر چلتے ہیں اور تکلف میں سراسر رنج و مشقت ہے معرفت اس وقت حقیقت ہوتی ہے جب بندہ حق کی معرفت میں مکاشف و مشاہد ہو اور جب اس کے لئے معرفت قید و حجاب ہو تو وہ معرفت مکروہ، و نعمت عذاب اور وہ عطا حجاب بن جاتی ہے''

صوفیا کرام کا دوسرا گرہ جو اللہ کی نعمتوں پر راضی ہو کے حوالہ سے اپنا نقطہء نظر اس انداز میں بیان فرمایا:

''وہ لوگ جو دنیا کے اندر نعمتوں کے ذریعہ اس (اللہ) سے راضی ہوں وہ ہلاکت و نقصان میں رہتے ہیں ایسی رضا اس دوزخ میں جھونک دیتی ہے اس لئے کہ جس کے دل میں اللہ تعالٰی کی محبت ہوتی ہے اس کے لئے دنیاوی نعمتوں کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کے دل میں محرومی اور کوئی رنج و ملال گزرتا ہے نعمت تو اس وقت نعمت کہلاتی ہے جبکہ وہ نعمت دینے والی کی طرف رہنمائی کرے لیکن جب وہ اسے منعم سے محبوب کر دے تو ایسی نعمت سراپا آفت و بلا ہوتی ہے''

تیسرا گروہ جو مصائب و ابتلاء پر راضی ہو کے متعلق فرماتے ہیں:

''وہ لوگ جو ابتلاء کے ذریعہ اس سے راضی ہوں وہ، وہ ہیں جو بلاء میں میلان کو دیکھتے اور مشقت کے ذریعہ مشاہدے کی طرف مائل ہوتے ہیں اس حالت میں ان کی تکلیف ان کو دوست کے مشاہدہ کی مسرت میں آزردہ نہیں کرتی''

جبکہ صوفیہ کرام کے چوتھے اور آخری گروہ جو برگزیدگی اور اصطفا پر راضی ہو کے متعلق اپنا

نقطہء نظر پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''وہ لوگ جو برگزیدگی اور اصطفا کے ذریعے سے اس سے راضی ہوں وہ اس کے محبوب ہوتے ہیں کیونکہ وہ حالت رضا میں بلاء وسختی سے خالی ہوتے ہے ان کے دلوں کی منزلیں صرف حق تعالیٰ ہی کی طرف ہوتی ہیں۔

۔۔۔اور پھر معاملات رضا کی حقیقت پر گفتگو کا اختتام اللہ تعالی کے فرمان ☆ **لا یملکون لا نفسهم ضراً و لا نفعا ولا یملکون موتا و لا حیوة ولا نشورا (۱۳)**

وہ اپنی جانوں کے نفع ونقصان کے مالک نہیں ہوتے اور نہ ہی موت وحیات اور مرنے کے بعد اٹھنے کے مالک ہوتے ہیں اور حضور اکرم ﷺ کے اس فرمان ''**من لم یرض بالله و بقضاله شغل قلبه و تعب بدنه**''

''جو اللہ کی رضا اور اس کی قضا پر راضی نہ ہوا اس نے اپنے دل کو تقدیر واسباب میں مشغول کر کے بدن کو سختی میں ڈال دیا'' پر کرتے ہیں (۱۴)

اس دقیق بحث پر علمی گفتگو کے آخر میں ''اللہ اعلم'' کے کلمات کا ستعال آپ کی حد درجہ عاجزی وانکساری کا منہ بولتا ثبوت ہے آپ کا ایک ایسا وصف جو رضائے الٰہی کے حصول میں بہت ہی ممد ومعاون ثابت ہوسکتا ہے یہ دعائے انبیاء بھی ہے اور خاصہء صوفیا بھی۔

زھد ورضا کے مابین فضیلت:

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ زہد افضل ہے یا رضا، چونکہ زہد وتقویٰ کا مقصود بھی رضائے الٰہی کا حصول ہے اس حوالہ سے سید علی بن عثمان ہجویریؒ نے حضرت فضیلؒ کا قول نقل کیا ہے جس میں حضرت بشر حافیؒ نے آپ سے پوچھا کہ زہد افضل ہے یا رضا تو حضرت فضیل بن عیاضؒ نے جواباً ارشاد فرمایا:

''الرضاءُ افضل من الزهد لأن الراضی لا یتمنی فوق منزله''

رضا زہد سے افضل ہے کیونکہ راضی اس سے اوپر کی منزل کی خواہش نہیں کرتا مقصد یہ ہے کہ زہد کے اوپر ایک اور بھی منزل ہے۔

جس کو حاصل کرنے کے زاھد تمنا کرتا ہے۔ لیکن رضا کے اوپر کوئی منزل نہیں جس کی راضی تمنا کرے۔ یعنی اوپر کا درجہ نیچے کے درجے سے افضل ہوتا ہے۔

آخر میں تعلیق اس انداز سے لگائی اور فرمایا:

یہ واقعہ حضرت محاسبی کے اس قول کی صحت پر دلالت کرتا ہے کہ رضا احوال کے قبیل سے ہے یہ کوئی ایسی شے نہیں ہے جو مجاہدے اور کسب کے ذریعے حاصل ہو جائے بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وھبی یعنی عطیہ اور بخشش کے طور پر حاصل ہوتی ہے۔ نیز اس کا بھی احتمال ہے کہ راضی کو سرے سے تمنا ہی نہ ہو جیسا کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنی دعا میں فرمایا:

''أسئلک الرضاء بعد القضاء''

''میں تجھ سے دعا مانگتا ہوں کہ نزول قضاء کے بعد مجھے راضی رکھنا'' یعنی مجھے ایسی صفت عطا فرما کہ جب تیری جانب سے قضاء کا اجراء ہو تو نزولِ قضاء کے وقت تو مجھے راضی پائے۔ (۱۵)

اقوال مشائخ و علماء اور رضاء:

شیخ، داتا گنج بخش علی بن عثمان ھجویریؒ نے رضاء کی تفہیم و توضیح کے لئے منطقی انداز اختیار کیا۔ آپؒ نے سب سے پہلے خلفیہ و پس منظر، پھر حقیقت رضا و صورت رضا اور معاملات رضا کی حقیقت بیان کی پھر زھد و رضاء کے مابین فرق کیا اور آخر میں رضاء کے بارے میں اقوال مشائخ و علماء کا ذکر کیا تاکہ یہ دقیق اور مختلف فیہ موضوع آسانی سے سمجھ آسکے۔

رضاء کے بارے میں مختلف ائمہ و مشائخ کیا فرماتے ہیں ملاحظہ فرمایئے:

حضرت ابو العباس بن عطاء کے نزدیک:

''الرضاء نظر القلب الیٰ قدیم اختیار الله للعبد''

بندے پر اللہ کے قدیم اختیار کی جانب دلی نگاہ کو رضا کہتے ہیں۔

حضرت حارث محاسبیؒ فرماتے ہیں:

''الرضاء سکون القلب تحت مجاری الاحکام''

احکام الٰہی کے اجرا پر سکون قلب کا نام رضا ہے۔

اھل علم بیان کرتے ہیں کہ حضرت عتبہ الغلام رات بھر نہیں سوئے اور دن چڑھے تک یہی کہتے رہے کہ:

''أن تعذ بنی فانا لک محب و ان ترحمنی فانا لک محب''

اگر تو مجھے دوزخ کے اندر عذاب میں ڈال دے یا اپنی رحمت کی چادر میں ڈھانپ لے! دونوں حالتوں میں میں تجھ سے محبت کرتا رہوں گا۔ بقول شاعر:

اگر بخشے رہے قسمت، نہ بخشے تو شکایت کیا
سر تسلیم خم ہے، جو رضاء یار میں آئے

اسی طرح حضرت ابوعثمان جبریؒ فرماتے ہیں۔:

''منذ أربعین سنة ما أقامنی الله فی حال فما کرهته وما نقلنی أ لیٰ غیره ماسخطته''

''چالیس سال گزر گئے ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے جس حال میں رکھا میں نے اسے ناپسند نہ کیا اور جس حال کی طرف بھی اس نے مجھے پھیرا میں نے اس سے ناراضگی نہیں کی'' یہ اشارہ دائمی رضا اور کمال محبت کی طرف ہے۔

غرضیکہ رضاء کی تعریف میں مشائخ کا بہت اختلاف ہے

خلاصۂ کلام:

اس جامع توضیح کے بعد آپؒ نے رضاء کی مزید وضاحت کے لئے مقام و حال کے مابین فرق واضح کیا اور پھر فرمایا:

مختصراً اتنا یاد رکھو کہ رضا مقامات کی انتہاء اور احوال کی ابتداء ہے اور یہ مقام ایسا ہے جس کا ایک کنارہ ریاضت و مجاھدے کی طرف ہے اور دوسرا کنارہ محبت و اشتیاق کی سمت! اس سے اوپر اور کوئی مقام نہیں ہے اور تمام مجاھدے اسی پر ختم ہو جاتے ہیں اس کی ابتداء کسبی ہے اور انتہاء وھبی۔ البتہ اس کا امکان ہے کہ جس نے اپنی رضاء کی ابتداء، اپنے ساتھ دیکھی اس نے کہہ دیا کہ یہ

مقام ہے اور جس نے اپنی رضاء کی انتہاء، حق کے ساتھ دیکھی اس نے کہہ دیا کہ یہ حال ہے۔تصوف میں حضرت محاسبیؒ کے مذہب کا معاملہ یہ ہے۔بایں ہمہ تصوف کے معاملات میں انہوں نے کوئی اختلاف نہیں کیا۔البتہ انہوں نے اپنے مریدوں کو ایسی عبارات اور معاملات میں زجر و توبیخ فرمائی ہے جس میں کسی قسم کا ابہام وخطا ہو۔اگرچہ وہ اصل میں درست ہی کیوں نہ ہو؟(۱۷)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد وعلی الہ و أصحابہ أجمعین

☆☆☆☆

حواشی ومصادر

۱۔ سورۃ البقرۃ:۱۰۰ ۲۔ اسرار خودی، از علامہ محمد اقبال، ص ۷

۳۔ کشف المحجوب، مترجم غلام معین الدین ۲۶۳۔۲۷۲

۴۔ معجم مقاییس اللغۃ، از ابن فارس مادۃ ''رض ے'' ۴۰۲/۲، تحقیق عبدالسلام محمد ہارون مطبعۃ الاعلام الاسلامی ۱۴۰۴ھ

۵۔ سورۃ التوبۃ آیت نمبر ۱۰۰ ۶۔ سورۃ الفتح آیت نمبر ۱۸

۷۔ مسند احمد بن حنبل ۲۰۸/۱

۸۔ امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں اسے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے: ''اسئلک اللهم الرضاء بعد القضاء'

۹۔ کشف المحجوب، مترجم غلام معین الدین ص ۲۶۴، ۲۴۷، زاویہ فاؤنڈیشن، لاہور، ۲۰۰۴ء۔

۱۰۔ مصدر سابق، ص ۲۶۳۔۲۶۴ ۱۱۔ مصدر سابق، ص ۲۶۴۔۲۶۵

۱۲۔ مصدر سابق ص، ۲۶۵ ۱۳۔ سورۃ الفرقان:۳

۱۴۔ ''معاملات رضا کی حقیقت کے لئے ملاحظہ فرمایئے کشف المحجوب، ص ۲۶۵، ۲۶۶

۱۵۔ مصدر سابق، ص ۲۶۷، س ۸۔س ۱۵ ۱۶۔ مصدر سابق، ص ۲۶۷۔۲۶۹

۱۷۔ مقام وحال میں فرق کے لئے ملاحظہ فرمایئے کشف المحجوب، ص ۲۶۹۔۲۷۶